

## کتاب: ”خطبات جالندھری“ مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قیمت: ۲۰۰ روپے، رعایتی قیمت مع محصول ڈاک: ۱۳۰ روپے / ملنے کا پتا: مکتبہ ختم نبوت ۳۸- غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور  
مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا نام محتاج تعارف نہیں۔ ان کا اعزاز یہ ہے کہ وہ محدث  
اعصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۹۲۷ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ  
بخاری رحمۃ اللہ سے شناسائی ہوئی۔ تحریک خلافت کے خاتمے کے بعد ۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام قائم ہوئی اور ۱۹۳۰ء میں  
مولانا محمد علی جالندھری احرار سے وابستہ ہو گئے۔ احرار ہی کے سٹچ سے ہمہ جہت شہرت پائی۔ ۱۹۵۲ء میں مولانا، مجلس  
احرار اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ تھے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں حکومت پاکستان نے مجلس احرار  
اسلام کو خلاف قانون قرار دے دیا۔ احرار کا شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت جو ۱۹۳۷ء سے تبلیغ مجاز پر سرگرم تھا۔ مولانا نے اسی  
شعبہ کو ۱۹۵۴ء میں ”مجلس تحفظ ختم نبوت“ کا نام دے کر الگ تنظیم قائم کر لی۔ جس طرح شعبہ تبلیغ غیر سیاسی تھا، اسی طرح یہ  
نئی تنظیم بھی غیر سیاسی قرار پائی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی امیر  
 منتخب ہوئے اور مولانا جالندھری ناظم اعلیٰ۔ احرار کی تمام قیادت خصوصاً مولانا محمد حیات، مولانا علی حسین اختر، قاضی  
احسان احمد شجاع آبادی، مولانا عبد الرحمن میانوی وغیرہم اور تمام کارکنان احرار، جماعت پر پابندی کی وجہ سے مجلس تحفظ ختم  
نبوت میں کام کرنے لگے اور مجلس کو ہی احرار کی سرگرمیوں کا مرکز و موربنا لیا۔ ۱۹۵۸ء میں ایوب خان مرحوم نے کچھ عرصہ  
کے لیے سیاسی آزادیاں بحال کیں تو احرار کا احیاء ثانی ہوا۔ حضرت شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، جانشین  
امیر شریعت سید ابوذر بخاری اور مولانا تاج محمود حبیم علیہم مجلس احرار کی شیرازہ بندی اور تنظیم سازی میں سرگرم ہو گئے  
خود مولانا محمد علی جالندھری مرحوم بھی احیاء احرار کے مؤید و مجوز تھے۔ لیکن وہ مجلس احرار کے سٹچ سے کام کرنے کے لیے  
قطعًا تیار نہ تھے۔ بلکہ مجلس احرار کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے ماتحت چلانا چاہتے تھے۔ حضرت امیر شریعت نے ایک مجلس میں  
حضرت جالندھری سے فرمایا کہ ”میں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی صدارت کا عہدہ صرف آخرت کی نجات کے لیے قبول کیا  
ہے۔ اس میں میری کوئی دنیاوی غرض شامل نہیں۔“ حضرت امیر شریعت احرار اور ختم نبوت کو ایک ساتھ لے کر چلانا چاہتے  
تھے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو شعبہ تبلیغ کی حیثیت سے مجلس احرار کے ماتحت چلانا چاہتے تھے کیونکہ احرار کی رگوں میں بخاری  
کا خون گجر شامل تھا۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ حضرت امیر شریعت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر ہونے کے باوجود

ستمبر ۱۹۵۸ء میں احرار سے پابندی ختم ہونے پر ملتان میں احرار کے جلسہ و جلوس سے خطاب کیا۔ ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم اور دیگر زعماء کی موجودگی میں دفتر احرار کا افتتاح کیا، پرچم کشائی کی اور سرخ قمیص پہن کر جلسہ و جلوس میں شریک ہوئے۔ حالانکہ فالج کی وجہ سے سخت بیمار تھے۔ رفیق امیر شریعت حضرت مولانا محمد یلیم مدنظر (حال استاذ الحدیث جامعہ قاسم العلوم، ملتان) نے خود راقم سے بیان فرمایا کہ حضرت امیر شریعت نے مجھے حکماً فرمایا کہ ”سرخ قمیص پہن کر جلسہ میں شرکت کرو اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کو سرخ قمیص پہنا کر جلوس میں لاو۔“ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا ”یہ اس لیے ضروری ہے کہ دشمن یہ سمجھے کہ احرار ختم ہو گئے ہیں۔ ہمیں بہر صورت احرار کو باقی رکھنا ہے اور دشمن پر اپنی قوت کی دھاک بٹھا کر دین کے عملی کام کو جاری رکھنا ہے۔“

اسی طرح حضرت مولانا محمد علی جalandhri کے جانشین اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ ناظم اعلیٰ مندوم و مکرم حضرت مولانا عزیز الرحمن جalandhri مدنظر نے بھی ایک مرتبہ راقم سے بیان فرمایا کہ ”میں ان دونوں دفتر ختم نبوت کراچی (سابق دفتر احرار) میں تھا، جب احرار سے پابندی ختم ہوئی تو کراچی کے کارکن سرخ قمیص پہن کر جلسہ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ ملک بھر میں احرار کا رکنوں کا جذبہ و جوش دیدی تھا اور میں بھی سرخ قمیص پہن کر ملتان میں احرار کے مرکزی جلوس میں شریک ہوا تھا۔“

قصہ مختصر یہ کہ حضرت امیر شریعت تو احرار اور ختم نبوت کو ایک ہی سمجھتے تھے اور حقیقت بھی یہی تھی۔ اس لیے دونوں کو ایک ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے مگر مولانا جalandhri صرف حضرت امیر شریعت اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے تھے۔ یا جو شخص مولانا کے اس موقف کو قبول کر کے ان کے ساتھ آ جائے۔

زیرِ تبصرہ کتاب میں شامل مولانا جalandhri کی بعض تقاریر میں اس کا اشارہ بھی ملتا ہے۔ مولانا جalandhri رحمہ اللہ کے مطابق پر حضرت امیر شریعت نے مختلف شہروں میں احرار کے بعض دفاتر بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عطا فرمائے۔ حضرت شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین، حضرت سید ابوذر بخاری رحمہم اللہ علیہم نے احرار کا علم سننجال لیا اور مولانا جalandhri رحمہ اللہ نے مجلس کا دفتر۔ یوں دونوں شعبے دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

جماعتی زندگی میں تنخ م الواقع بھی آتے ہیں اور اس میں زیادتیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ اس دشمن میں جماعتی مفاد اور وقار کی ترجیح، برداشت اور تحمل ہی جماعت کی روح ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے شخصی محاسن سے انکار کا روایہ درست نہیں ہوتا۔ افسوس کہ معاصر انہ چشمک اور شخصیت پرستی کے تعصب کے نتیجے میں بعض جدید مومنین، محققین، مرتبین اور مصنفین و مؤلفین میں اس روایے کا رجحان روز افزدوں ہے جو ہر لحاظ سے غلط ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جalandhri رحمہ اللہ قادر الکلام واعظ و خطیب، انتہائی متقی و دیانت دار اور مجاہد و ریاضت